اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ المائدۃ

تمھارے دین کو آج میں نے تمھارے لیے پورا کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمھارے لیے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند فرمایا ہے۔

پہلی قسط

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝١

تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ قرآن اتارا اور اس میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ **الکہف ۱۸**

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝١١١ **يُوسُف**

یہ قرآن کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں ہے، بلکہ جو اس سے پہلے موجود ہے، اُس کی تصدیق ہے اور ہر چیز کی تفصیل (جو ہدایت کے لیے ضروری ہے) اور اُن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت جو ماننے والے ہیں۔

ان آیات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ کے دین کے بارے میں رہنمائی کا ذریعہ قرآن ہے، جس میں وہ تمام ہدایات تفصیل کے ساتھ موجود ہیں جو انسان کو آخرت میں کامیابی کے لیئے درکار ہیں۔ مگر قرآن کی اس آیت سے اتفاق اور قرآن سے ہدایت صرف وہی لوگ حاصل کریں گے جو حقیقی معنوں میں صرف الہ العالمین کی اس کائنات کا خالق ہونے کی حیثیت سے اسکی بزرگی کے صرف زبانی نہیں بلکہ دل سے قائل ہوں اور اسکی برابری یعنی اسکی حاکمیت میں کسی اور کی شراکت تسلیم نہ کرتے ہوں.

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٤٥

اور جو اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں، وہی ظالم[۲] ہیں۔ **المائدۃ ۵**

(۲) گویا انسان اس بات کا مکلف ہے کہ وہ احکامات الٰہی کو اپنائے، اسی کے مطابق فیصلے کرے اور زندگی کے تمام معاملات میں اس سے رہنمائی حاصل کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو بارگاہ الٰہی میں ظالم متصور ہو گا، فاسق متصور ہو گا اور کافر متصور ہو گا۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے تینوں لفظ استعمال کر کے اپنے غضب کا بھرپور اظہار فرمادیا۔

اَفَحُكۡمَ الۡجَاهِلِيَّةِ يَبۡغُوۡنَ ؕ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكۡمًا لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۵۰﴾ المآئدة

کیا یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ دراں حالیکہ اُن لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کس کا ہو سکتا ہے۔

اَفَغَيۡرَ اللّٰهِ اَبۡتَغِىۡ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ اِلَيۡكُمُ الۡكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَقِّ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ الانعام ۶

(تم مجھ سے جھگڑ رہے ہو) تو (بتاؤ کہ) میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں، دراں حالیکہ وہی ہے جس نے تمھاری طرف یہ کتاب اتاری ہے جس میں (دین و شریعت کے متعلق) ہر چیز کی تفصیل ہے۔ اور جنھیں ہم نے (اِس سے پہلے) کتاب عطا فرمائی، وہ جانتے ہیں، (اے پیغمبر) کہ یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ اتاری گئی ہے، لہٰذا تم کہیں شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو جانا۔

ہر بھیجے جانے والے رسول کی طرح، خاتم النبیّن ﷺ کو بھی کتاب اللہ میں یہی حکم دیا جا رہا ہے کہ لوگوں کے درمیان اختلاف ہونے کی صورت میں وہ فیصلہ صرف قرآن ہی سے کرنے کے مجاز ہیں۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّـلۡخَآٮِٕنِيۡنَ خَصِيۡمًا ۙ ﴿۱۰۵﴾ النسآء ۴

یقیناً ہم نے تمھاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے اور خیانت کرنے والوں کے حامی نہ بنو۔

وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ وَاحۡذَرۡهُمۡ اَنۡ يَّفۡتِنُوۡكَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ‌ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّصِيۡبَهُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِهِمۡ‌ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ المآئدة

آپ ان کے معاملات میں اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم کیا کیجیے، ان کی خواہشوں کی تابعداری نہ کیجیئے اور ان سے ہوشیار رہیئے کہ کہیں یہ آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کریں، اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین کریں کہ اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے ہی ڈالے اور اکثر لوگ نافرمان ہی ہوتے ہیں۔

اللہ کی یہ روشن نشانیاں ہمیں یہ بھی سمجھاتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اللہ کے جو بھی پیغام انسانوں کی رہنمائی کے لئے وحی کے ذریعے نازل ہوئے وہ سب قرآن کے ذریعے انہوں نے من وعن لوگوں تک پہنچا دیئے جس سے حدیث قدسی اور وحی خفی جیسی من گھڑت کہانیوں کی گنجائش باقی نہی رہ جاتی۔ اور نہ ہی ہمارا ایمان ان آیات کو پڑھ لینے کے بعد اس بات کی اجازت دے کہ وہ تمام باتیں جو قرآن کے خلاف ہوں، ہم ان کو اپنے علماء یا آباوءاجداد کی اندھی عقیدت میں رسول ﷺ سے منصوب کرنے پہ مصر رہیں.

وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ عَنِ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ لِتَفۡتَرِىَ عَلَيۡنَا غَيۡرَهٗ‌ ‌ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوۡكَ خَلِيۡلًا ﴿۷۳﴾ بنی اسرآءیل

(اے پیغمبر)، قریب تھا کہ یہ اُس چیز سے ہٹا کر تم کو فتنے میں ڈال دیں جو ہم نے تمھاری طرف وحی کی ہے تاکہ اِس قرآن کے سوا تم کوئی دوسری بات ہم پر افترا کر کے پیش کرو۔ اگر تم ایسا کرتے تو یہ ضرور تمھیں اپنا دوست بنا لیتے۔

قُلۡ اِنۡ ضَلَلۡتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفۡسِىۡ‌ ۚ وَاِنِ اهۡتَدَيۡتُ فَبِمَا يُوۡحِىۡۤ اِلَىَّ رَبِّىۡ‌ ؕ اِنَّهٗ سَمِيۡعٌ قَرِيۡبٌ ﴿۵۰﴾

کہہ دو کہ اگر میں گم راہی پر ہوں تو میری گم راہی کا وبال مجھی پر ہے اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ اُس وحی کی بدولت ہے جو میرا پروردگار میری طرف بھیج رہا ہے۔
اِس میں شبہ نہیں کہ وہ سننے والا بھی ہے اور قریب بھی ہے۔ سبا

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ يُوْنُس

لیکن اِن کا حال بھی وہی ہے، (اے پیغمبر) کہ جب ہماری کھلی ہوئی آیتیں اِنھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہماری ملاقات کا کھٹکا نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ اِس کے بجاے کوئی اور قرآن لاؤ یا اِس میں ترمیم کر دو۔ کہہ دو، (یہ خدا کا کلام ہے)، مجھے کیا حق ہے کہ میں اِس میں اپنی طرف سے کوئی ترمیم کروں؟ میں تو صرف اُس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے ہول ناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اللہ کا صرف اپنی کتاب کو فرقان بنانے کا فیصلہ آخری رسول کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ ہر نبی اور انکے پیروکار ہر دور میں اسی ہدایت پر عمل پیرا رہے ہیں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ الْمَآئِدَة ۵

یہ تورات ہمیں نے اتاری، جس میں ہدایت بھی تھی اور روشنی بھی۔ اللہ کے فرماں بردار نبی، ربانی عالم اور فقیہ اِن یہودیوں کے فیصلے اِسی کے مطابق کرتے تھے، اِس لیے کہ اُنھیں اِس کتاب الٰہی کا نگہبان اور اِس پر گواہ ٹھیرایا گیا تھا۔ پھر (یہ ہدایت بھی اِس کے بارے میں کی گئی تھی کہ) لوگوں سے نہ ڈرو، بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت کے عوض نہ بیچو اور (یاد رکھو کہ) جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں، وہی منکر [376] ہیں۔ 376 یہی حکم اُن مسلمانوں کا بھی ہو گا جو آزادی و اختیار رکھتے ہوئے اپنے فیصلے کتاب الٰہی کے مطابق نہیں کرتے۔

چناچہ ہم بھی دین کے معاملے میں کسی بھی اختلافی مسئلہ میں صرف قرآن ہی سے رجوع اور فیصلہ کرنے کے پابند ہیں اور باقی تمام الہامی اور غیر الہامی کتابیں خواہ وہ رسول کے نام پر ہی کیوں نہ لکھی گئی ہوں، اس کی ماتحت سمجھی جائیں گی، حاکم نہیں۔
پھر ہم خواہ یہ بات حدیثِ صحیحہ کے طور پر ہی پیش کیوں نہ لکھی گئی ہو، جھوٹ ماننے پر حق بجانب ہیں کہ نبی ﷺ قرآن کو پسِ پشت ڈال کر اس سے پہلے موجود تحریف زدہ کتاب کو منصف مان کر کسی قوم کیلیۓ اس کے پرانے دین کی شریعت کے مطابق فیصلہ سنائیں گے.

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾

اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے[1]۔ اس لئے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجئے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے۔ تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے۔ اگر منظور مولیٰ ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔ المآئدۃ ۵

ہر آسمانی کتاب اپنے سے ماقبل کتاب کی مصدق رہی ہے جس طرح قرآن پچھلی تمام کتابوں کا مصدق ہے اور تصدیق کا مطلب ہے کہ یہ ساری کتابیں فی الواقع اللہ کی نازل کردہ ہیں۔ لیکن قرآن مصدق ہونے کے ساتھ ساتھ مُهَيْمِنٌ (محافظ، امین، شاہد اور حاکم) بھی ہے۔ یعنی پچھلی کتابوں میں چونکہ تحریف و تغیر بھی ہوئی ہے اس لئے قرآن کا فیصلہ ناطق ہوگا، جس کو یہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح ہے۔ باقی باطل ہے۔

اگران تمام واضح آیات کے بعد بھی کوئی مسلمان اپنے علماء کی عقیدت میں، اماموں کی لکھی ہوئی کتابوں میں رسول کے بیان کیے گئیے احکام، ان کے فتاوں اور انکی کتابوں کو جو اللہ کی کتاب سے مطابقت نہ رکھتے ہوں، اللہ کی کتاب پر فوقیت دینے پہ مصر ہوں تو سورہ توبہ کی یہ آیت ہمیں اس اصرار سے روکتی ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴿٣١﴾

اللہ کے سوا اُنھوں نے اپنے فقیہوں اور راہبوں کو رب بنا ڈالا ہے

التَّوْبَة ٩

ربِ کائنات کی بھیجی گئی بیناّت جب ہم پر حقیقت واضح کردیں، اسکے بعد بھی شریعت سازی میں قرآن پر احادیث کو اولیت دینا اور شخصیت پرستی کی بنا پر علماء کی کتابوں کا دفاع ربِ کریم کی کتاب کو دنیا کے عوض بیچنا اور انکو اپنا خدا ماننا ہی ہے.

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ الْبَقَرَة

اور (زمین وآسمان کی اِن نشانیوں کے باوجود) لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اوروں کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہیں۔ وہ اُن سے اُسی طرح محبت کرتے ہیں، جس طرح اللہ سے محبت کرتے ہیں، دراں حالیکہ ایمان والوں کو تو سب سے بڑھ کر (اپنے) اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ اور اگر یہ ظالم اُس وقت کو دیکھیں، جب یہ عذاب دیکھیں گے (تو اِن پر یہ حقیقت واضح ہو جائے) کہ زور و اختیار، سب اللہ ہی کا ہے اور یہ کہ (اِس طرح کے لوگوں کو) اللہ بڑا ہی سخت عذاب دینے والا ہے۔

یعنی جب اُن کے سامنے اللہ اور غیر اللہ کی محبت کے ایک دوسرے سے متضاد مطالبات آتے ہیں تو اُن پر ہمیشہ اپنے پروردگار کی محبت غلبہ پاتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ محبت دوسروں سے بھی کی جا سکتی ہے، لیکن اُسے ہر حال میں اللہ کی محبت کے تابع ہونا چاہیے، اُس کے برابر یا اُس سے بڑھ کر نہیں ہونا چاہیے۔ اُنھیں معلوم ہے کہ محبت الٰہی کو دوسری محبتوں پر مقدم رکھنا اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ہے۔ اِس میں کسی دوسرے کو اُس کا شریک نہیں کیا جا سکتا۔

ذرّہ برابر ایمان رکھنے والوں کا عملِ صالح کے بغیر جنت میں یقینی داخلہ،صرف کچھ اذکار کی پابندی کرنے سے نفس کے ساتھ جہاد نہ کر کے بھی جنت کا کنفرم ٹکٹ بلکہ صرف خالی خولی زبانی محبت کے بل بوتے پر ہی مالکِ ملک کی عظیم بشارت کا مذاق اڑانا، محض کلمہ پڑھ لینے والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت،فوتشدگان کیلئے ایصالِ ثواب،قرآن سے ہدایت لینے کے بجائے پڑھ کر اسکا اجر دوسروں کو پہنچانے کا مجاز سمجھنا،مرتد،زانی اور توہین رسالت کے مرتکب کے لئے سزاءموت صرف چند ایسی مثالیں ہیں جہاں علماء،اللہ کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے اماموں کی اندھی تقلید میں، نبی ﷺ کے نام پہ کہی گئی احادیث کو بنیاد بنا کر قرآن کو بالائے طاق رکھتے آئے ہیں.جہاں قرآن اور حدیثِ بخاری میں مشرق و مغرب کا بُعد اور زمین و آسمان کی دوری ہے.

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۷۹﴾ البَقَرَة

— سو تباہی ہے اُن کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں، پھر کہتے ہیں: یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اِس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں۔ سو تباہی ہے اُن کے لیے اُس چیز کی وجہ سے جو اُن کے ہاتھوں نے لکھی اور تباہی ہے اُن کے لیے اُس چیز کی وجہ سے جو (اُس کے ذریعے سے) وہ کماتے ہیں۔

اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَلَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳﴾

(لوگو)، تمھارے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تمھاری جانب اتارا گیا ہے، اُس کی پیروی کرو اور اپنے پروردگار کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کے پیچھے نہ چلو۔ (افسوس)، تم کم ہی یاددہانی حاصل کرتے ہو۔ 7. Al-Araf - الأعراف

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ آلِ عِمْرَان

(اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ) اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، اور جنھیں کتاب دی گئی، اُنھوں نے تو (اللہ کی طرف سے) اِس حقیقت کا علم اُن کے پاس آجانے کے بعد محض آپس کے ضدم ضدا کی وجہ سے اِس میں اختلاف کیا ہے۔ (یہ صریح انکار ہے)، اور جو اللہ کی آیتوں کے اِس طرح منکر ہوں، وہ اُس سے بے خوف نہ رہیں، اِس لیے کہ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ الْبَقَرَة

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جنھوں نے (اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے اِس طرح) انکار کر دیا ہے، اِن کی تمثیل ایسی ہے، جیسے کوئی شخص اُن چیزوں کو پکارے، جو پکارنے اور چلانے کے سوا کچھ نہ سنتی ہوں۔ یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، اِس لیے یہ کچھ نہیں سمجھتے۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾

اِنھوں نے اللہ کی قدر نہیں پہچانی، جیسا کہ اُس کے پہچاننے کا حق ہے۔ بے شک، اللہ قوی ہے، وہ سب پر غالب ہے۔ الحج

اب اپنا دل تھامیئے اور 'لاریب فیہ' کتاب کی روشنی میں احادیث کو جانچیئے کہ قولِ رسول کے نام پر ہم سے کس بات پہ ایمان لانے کا ناجائز مطالبہ کیا جاتا رہا ہے اور احادیث پہ مبنی روایتی دین سرورِ دو عالم کے دین سے کس قدر مختلف ہے۔

موضوع کی طوالت کی بنا پر انہیں علیحدہ علیحدہ مختصر کتابچوں کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

[كِتَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ]

وحی کی ابتدا کا بیان

٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ، وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ۔ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ۔ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيْجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقَالَ: فَقُلْتُ: ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ: ((فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ. فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ. فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ . فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ. فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾)) [العلق:١۔٣] فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ: ((زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ)) فَزَمَّلُوْهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ: ((لَقَدْ خَشِيْتُ عَلَى نَفْسِيْ))

(٣) ہم کو یحییٰ بن بکیر نے یہ حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی ہم کو لیث نے خبر دی، لیث عقیل سے روایت کرتے ہیں عقیل ابن شہاب سے، وہ عروہ بن زبیر سے، وہ حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ آنحضرت ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر منجانب قدرت آپ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ ﷺ نے غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی و ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ ہمراہ لیے ہوئے وہاں رہتے۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے، یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ پر حق منکشف ہو گیا اور آپ غار حرا ہی میں قیام پذیر تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ "فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا اور انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے۔" پس یہی آیتیں آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ حضرت خدیجہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا

فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: كَلَّا وَاللّٰهِ! مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزَّى، ابْنَ عَمِّ خَدِيْجَةَ، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى. فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلَى مُوْسَى يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا، لَيْتَنِيْ أَكُوْنُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ. [أطرافه في: ٣٣٩٢، ٤٩٥٣، ٤٩٥٥، ٤٩٥٦، ٤٩٥٧، ٦٩٨٢][مسلم: ٤٠٥]

کہ ''مجھے کمبل اڑھادو، مجھے کمبل اڑھادو۔'' لوگوں نے آپ کو کمبل اڑھادیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ ''مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔'' آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت وخواری کی موت نہیں پا سکتا۔ پھر مزید تسلی کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچا زاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ (انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا۔ ورقہ اسی کو لکھتے تھے) وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے

تفہیم المسلم ـــــ اول

یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان کئے اور کہا کہ اے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجئے۔ وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش! میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول کریم ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ ''کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟'' (حالانکہ میں تو ان میں صادق وامین ومقبول ہوں) ورقہ بولا: ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔

مسلم میں انہی الفاظ کے ساتھ موجود حدیث کا حوالہ:

تفہیم المسلم ـــــ اول   باب-۷۱

کتاب الایمان   بدء الوحی

۳۰۳ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ

اللہ تعالیٰ سورۃ نجم میں پہلی وحی کے نزول کا بہت شان سے ذکر فرماتے ہیں جس سے حدیث میں بیان کردہ اس پورے واقعے کی مکمل تردید ہوجاتی ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ﴿۶﴾ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ﴿۱۲﴾

یہ (قرآن) تو ایک وحی ہے جو اُسے کی جاتی ہے۔ اُس کو ایک زبردست قوتوں والے نے تعلیم دی ہے جو بڑا صاحب کردار، بڑا صاحب حکمت ہے۔ چنانچہ وہ نمودار ہوا، اِس طرح کہ وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا۔ پھر قریب ہوا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اُس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا۔ پھر اللہ نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔ جو کچھ اُس نے دیکھا، وہ دل کا وہم نہ تھا۔ اب کیا تم اُس چیز پر اُس سے جھگڑتے ہو، جو وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے؟

53. An-Najm - النّجم

یہ آیات کھلے آسمان پہ جبریل امین کے نمودار ہونے کا ذکر کرتی ہیں نہ کہ کسی اندھیرے غار میں، جب انہوں نے نہایت احترام سے اللہ کے باعزت پیغمبر کو کچھ فاصلے پہ رک کر اللہ کی بھیجی گئی وحی پہنچائی اور یہ حقیقت نبی اکرم پہ اس وقت روزِ روشن کی طرح بالکل عیاں تھی۔ قرآن اس تذلیل آمیز رویہ کو بالکل جھٹلا دیتا ہے جو حدیث میں ایک ملا کھڑے کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ کیا یہ اللہ، اس کے نبی ﷺ اور اسکے سب سے جلیل القدر فرشتے کی توہین نہی کہ نہ اللہ جانتے تھے نہ ہی روح الامین چناچہ رسول ﷺ کو ۳ بار فرشتے کو اپنی صفائی پیش کرنی پڑی کہ 'ما انا بقاری'!! مگر فرشتہ پھر بھی بھینچ بھینچ کر اصرار کرتا جائے اور اذیت دیتا جائے؟؟؟ کیا اللہ کے آخری رسول کی یہ 'عزت افزائی' آپکے ایمان کو تقویت دیتی ہے یا اس کہانی کا حصہ بننے پر شرمندگی کا احساس!

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱-۱۲، سورۃ النمل آیت ۹ اور سورۃ القصص آیت ۳۰ جو موسیٰ کی پہلی وحی کا ذکر کرتی ہیں، ہمارے لیئے دلیل ہیں کہ اللہ اپنے پیغمبروں کو نبوت کے منصب پہ قائم کرتے وقت نہایت واضح لفظوں میں اور لگی لپٹی کے بغیر مخاطب کرتے ہیں اور کسی نبی کو اپنی نبوت کے بارے میں کسی قسم کا شبہ باقی نہی رہتا۔ یہ آیات اللہ کے نظام پہ ہمارا اعتماد برقرار رکھتے ہوئے اعلان کررہی ہیں کہ رسول ﷺ نہ روح الامین کے متعلق کسی خوف، شک یا شبہ میں پڑے اور نہ ہی اس پیغام بھیجنے والے کے بارے میں، بلکہ ان کے دل میں ادنیٰ درجے کی کھٹک بھی پیدا نہ ہوئی اور انہوں نے اس بات کو پورے یقین کے ساتھ سچ جانا کہ اللہ نے انہیں منصب رسالت کے لئے منتخب فرمالیا ہے۔

کیا یہ بات لائق خرد ہے کہ خود اللہ کے چنے گئے رسول تو وحی کی حقیقت نہ جان پائے مگر ام المؤمنین گھر بیٹھے پہچان لیں کہ اللہ کا فرشتہ آپ پہ وحی لے کر نازل ہوا تھا. کیا وہ عظیم شخصیت ﷺ جسکو رب کائنات نے رہتی دنیا تک کے لیئے اپنا رسول منتخب فرمایا ہو، ایسی ہی شخصیت کا مالک ہونا چاہیے جسے اس ذمہ داری کے سونپے جانے پہ اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوگا اور وہ آئندہ آنے والی مشکلات کا سوچ کر کم ہمتوں کی مانند اپنی جان کے خوف سے کانپے گا؟

اسی طرح اگر اپنی نبوت کی تصدیق کے لیئے آپ ﷺ کسی ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے جاتے جو کہ نہ صرف عیسائی عالم تھے بلکہ انجیل کا عبرانی زبان سے عربی میں ترجمہ بھی لکھتے تھے، تو نہ صرف مشرکین مکہ کا اعتراض درست ثابت ہو جاتا کہ آپ نے کسی اہل کتاب کے عالم کی صحبت میں کچھ سیکھ لیا ہے، بلکہ آج بھی عیسائی اور غیر مسلم اس حدیث کی بنیاد پہ اللہ کے پیغام پر شروع دن سے ہی شک کرنے میں حق بجانب ٹھہرتے ہیں.

تو پہلی ہی ملاقات اور پہلی ہی توجہ پر کیا کچھ نہ ہوگیا! کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا! بخاری صاحب کے اس احسان تلے امت مسلمہ سرنگوں ہے.

The book " In the shadow of the sword" written by Tom Holland in 2012 refers to Ibne Ishaq who was the first muslim historian and quotes him in describing the event of first revelation, saying the prophet was extremely confused about the angel's message and perceived him as a ghost or an apparition and thought of himself as loosing his mind and being delusional !

بَابٌ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

٦٩٨٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح: وَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ وَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ بِهِ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِيْ حِرَاءِ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ۔ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ۔ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيْجَةَ فَتُزَوِّدُهُ لِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيْهِ فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾)) [العلق ١، ٥] فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيْجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ)) فَزَمَّلُوْهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ: ((يَا خَدِيْجَةُ! مَا لِيْ)) وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ: ((قَدْ خَشِيْتُ عَلَيَّ)) فَقَالَتْ لَهُ: كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللَّهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللَّهُ

باب: سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے خواب کے ذریعے ہوئی

(٦٩٨٢) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے بیان کیا اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) کہ مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سونے کی حالت میں سچے خواب کے ذریعہ ہوئی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ جو خواب بھی دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آ جاتا اور آنحضرت ﷺ غار حرا میں چلے جاتے اور اس میں تنہا اللہ کو یاد کرتے تھے۔ چند مقررہ دنوں کے لیے (یہاں آتے) اور ان دنوں کا توشہ بھی ساتھ لاتے، پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور وہ پھر اتنا ہی توشہ آپ کے ساتھ کر دیتیں یہاں تک کہ حق آپ کے پاس اچانک آ گیا اور آپ غار حرا ہی میں تھے۔ چنانچہ اس میں فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ پڑھیے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آخر اس نے مجھے پکڑ لیا اور زور سے دبایا اور خوب دبایا جس کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اس نے مجھے ایسا دبایا کہ میں بے قابو ہو گیا یا انہوں نے اپنا زور ختم کر دیا اور پھر چھوڑ کر اس نے مجھ سے کہا: پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے۔ الفاظ "مَا لَمْ يَعْلَمْ" تک۔'' پھر جب آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ کے کندھوں کا گوشت (ڈر کے مارے) پھڑک رہا تھا۔ جب گھر میں آپ داخل ہوئے تو فرمایا: ''مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو۔'' چنانچہ آپ کو چادر اڑھا دی گئی اور جب آپ ﷺ کا خوف دور ہوا تو فرمایا: ''خدیجہ! میرا حال کیا ہو گیا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سارا حال بیان کیا اور فرمایا: ''مجھے اپنی جان کا ڈر

أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخُوْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ: أَيْ ابْنَ عَمِّ! اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ فَقَالَ وَرَقَةُ: ابْنَ أَخِيْ! مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَى مُوْسَى يَا لَيْتَنِيْ! فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) فَقَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ رَسُوْلُ اللَّهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ.

[راجع: ٣]

ہے۔'' لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، آپ خوش رہیے اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، بات سچی بولتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لائیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد کے بھائی کے بیٹے تھے جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے اور وہ جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا عربی میں انجیل کا ترجمہ لکھا کرتے تھے، وہ اس وقت بہت بوڑھے ہوگئے تھے اور بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے پوچھا بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ آنحضرت ﷺ نے جو دیکھا تھا وہ سنایا تو ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا، کاش! میں اس وقت جوان ہوتا جب تمہیں تمہاری قوم نکال دے گی اور زندہ رہتا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ مجھے نکالیں گے؟'' ورقہ نے کہا: ہاں، جب بھی کوئی نبی و رسول وہ پیغام لے کر آیا جسے لے کر آپ آئے ہیں تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی اور اگر میں نے تمہارے وہ دن پالیے تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا لیکن کچھ ہی دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہوگیا اور وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور آنحضرت ﷺ کو اس کی وجہ سے اتنا غم تھا کہ آپ نے کئی مرتبہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو گرا دینا چاہا لیکن جب بھی آپ کسی پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھے تا کہ اس پر سے اپنے آپ کو گرا دیں تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے آگئے اور کہا کہ یا محمد! آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے آنحضرت ﷺ کو سکون ہوتا اور آپ واپس آجاتے لیکن جب وحی زیادہ دنوں تک رکی رہی تو آپ نے ایک مرتبہ اور ایسا ارادہ کیا لیکن جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سامنے آئے اور اسی طرح کی بات پھر کہی۔

نام کتاب: البخاری ، جلد: ۸ کتاب: التعبیر ترجمہ وتشریح: مولانا داؤد راز ناشر: دارالعلوم بمبئی

قرآن کھول کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے اعلیٰ حوصلہ کی مثالیں کس عمدہ طریقے سے بیان فرمائی ہیں، پھر کیا اللہ کے چنے گئے آخری اولوالعظم کمانڈر اتنے ہی کم حوصلہ، بےصبرے اور کمزور ارادے کے ہوسکتے ہیں کہ وہ جبریل امین کی یقین دھانیوں کے باوجود ایک نہیں کئی بار خودکشی کا ارادہ اور قصد تک کرلیں؟ اللہ کے ایک نبی کے کردار پر ایسے اوچھے وار کوئی غیر مسلم کرے تو ہم ایک پل میں اسکی گردن اڑادینے کو تیار ہوجائیں، مگر چونکہ احادیث کے لکھاریوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا نام لے کر یہ واہی تباہی کہنے کی جرات کی ہے تو وہ سرآنکھوں پہ بٹھانے کے لائق ہیں!

٤٩٢٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ قُلْتُ: يَقُولُونَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ: مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ: فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا)) قَالَ فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾. [راجع: ٤]

(۴۹۲۲) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" سب سے پہلے نازل ہوئی اور ابوسلمہ نے اس پر کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا اور جو بات ابھی تم نے مجھ سے کہی وہی میں نے بھی ان سے کہی تھی لیکن جابر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا: "میں غار حرا میں ایک مدت کے لئے خلوت نشین تھا۔ جب میں وہ دن پورے کر کے پہاڑ سے اترا تو مجھے آواز دی گئی، میں نے اس آواز پر اپنے دائیں طرف دیکھا لیکن کوئی چیز دکھائی نہیں دی۔ پھر بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، سامنے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی۔ پیچھے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی۔ اب میں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا ایک چیز دکھائی دی۔ پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو" فرمایا کہ "پھر انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا اور ٹھنڈا پانی مجھ پر بہایا۔" فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی: "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" یعنی "اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھ کھڑے ہوں، پھر لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔"

كِتَابُ التَّفْسِيرِ الْبُخَارِيُّ

نام کتاب: البخاری، جلد: ٦ کتاب: التفسیر ترجمہ وتشریح: مولانا داؤد راز ناشر: دارالعلوم بمبئی

نبی ﷺ کو آواز تو دی گئی مگر اس کے بعد نہ ان سے کچھ کہا گیا نہ انہیں باوجود اپنا سر ہر سمت میں گھمانے کے باوجود کچھ دکھائی دیا۔ اللہ کے آخری نبی ﷺ سے آنکھ مچولی کھیلنے کا اس سے اچھا موقع اللہ اور انکے عظیم فرشتے کے پاس پھر کب آئے گا۔

پھر جن صحابہ کی یاداشت اور فہم کے بھروسہ پہ حدیث جمع اور اگلی نسل تک منتقل کیئے جانے کا دعوہ کیا جاتا ہے، وہ تو ایک کنفیوزن کا شکار نظر آتے ہیں۔ جب وہ رسول اللہ کی موجودگی میں ہی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیات پر بھی متفق نہیں تو دین کو صحیح حالت میں ہم تک پہنچانے کی ذمہ داری ان کو کیسے سونپی جا سکتی ہے؟ بخاری صاحب کے وار کی داد دینی پڑتی ہے۔

كِتَابُ التَّفْسِيرِ

٤٦٧٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ! خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذَلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ. قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللَّهِ! لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ! خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ

(۴۶۷۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبیداللہ بن سباق سے خبر دی اور ان سے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے جو کاتب وحی تھے، بیان کیا کہ جب (۱۱ھ) میں یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ شہید ہو گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، ان کے پاس عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے مجھ سے کہا، عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ (کفار کے ساتھ) لڑائیوں میں یونہی قرآن کے علما اور قاری شہید ہوں گے تو اس طرح بہت سا قرآن ضائع ہو جائے گا، اب تو ایک ہی صورت ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دیں اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ضرور قرآن کو جمع کرا دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، ایسا کام میں کس طرح کر سکتا ہوں جو خود رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو محض ایک نیک کام ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس معاملہ پر بات کرتے رہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میری بھی رائے وہی ہو گئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ وہیں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم جوان اور سمجھدار ہو ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں اور تم رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا بھی کرتے تھے۔ اس لئے تم ہی قرآن مجید کو جابجا سے تلاش کر کے اسے جمع کر دو۔ اللہ کی قسم کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ کو کوئی پہاڑ اٹھا کے لے جانے کے لئے کہتے تو یہ میرے لئے اتنا بھاری نہ تھا جتنا قرآن کی ترتیب کا حکم۔ میں نے عرض کیا آپ لوگ ایک ایسے کام کرنے پر کس طرح آمادہ ہو گئے، جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ ایک نیک کام ہے۔ پھر میں ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا۔ جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔

وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرَهُ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ إِلَى آخِرِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى توفاه الله ثم عِند حفصة بِنتِ عمرَ تابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ: مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ: مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ. ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾.

چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کھال، ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا، اس دور کے رواج کے مطابق) قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کے (جو قرآن کے حافظ تھے) حافظہ سے بھی مدد لی اور سورۂ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس مجھے ملیں۔ ان کے علاوہ کسی کے پاس مجھے نہیں ملی تھیں۔ (وہ آیتیں یہ تھیں) ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ آخر تک۔ پھر مصحف جس میں قرآن مجید جمع کیا گیا تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، آپ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا، پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی (ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا) کے پاس محفوظ رہا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اور لیث نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اس میں خزیمہ کے بدلے ابوخزیمہ انصاری ہے اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، اس روایت میں بھی ابوخزیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا۔ اور ابوثابت محمد بن عبیداللہ مدنی نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا۔ اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابوخزیمہ مذکور ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں ''پھر اے پیغمبر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور وہ ہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

اس روایت میں ۵ بڑے دعوے کیے گئے ہیں

۱۔ نبی ﷺ قرآن کو ایک کتاب کی شکل میں محفوظ نہیں کر سکے تھے، حتیٰ کہ قرآن کسی فردِ واحد کے پاس بھی کسی لکھی ہوئی شکل میں مکمل نہ تھا بلکہ وہ اسے مختلف لوگوں کے پاس مختلف حصوں میں بٹا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے.

۲۔ قرآن صرف گنتی کے کچھ لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا جو کہ جنگوں میں شہید ہو رہے تھے. جنھوں نے اپنی اگلی نسل تک بھی اس عظیم ورثے کو منتقل کرنے میں کوتاہی کی تھی اور قرآن کی بقا خطرہ میں تھی۔

۳۔ کاتب وحی خود اپنے ہی ہاتھ سے لکھے گئے قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے میں شدید دشواری اور ہچکچاہٹ محسوس کر رہے تھے.

۴ کاتب وحی کو بھی، قرآن کے لکھے گیے ٹکڑے کہاں کہاں بکھرے پڑے ہیں، یاد نہی تھا اور انہیں جا بجا گھوم کر، پتھروں، ہڈیوں اور شاخوں کو نہایت دقّت سے تلاش کر کے قرآن اکٹھا کرنا پڑا۔

۵۔ قرآن کو ابو بکرؓ کے دور میں کتاب کی صورت دیئے جانے کے باوجود عثمانؓ کے دور تک اس کا پوری اسلامی ریاست میں صرف ایک ہی نسخہ موجود تھا۔

اس تہمت کو قرآن کے بعد سب سے 'صحیح' کتاب کا حصہ ماننا اور اسے سچ سمجھنا ایک ایسی بات ہے جس پہ جتنے بھی آنسو بھائے جایئں کم ہے. اس روایت کی تمام اسناد میں صرف ایک شخص، ابن شہاب کومن لنک کے طور پہ واضح ہے، یہ وہی عظیم کردار ہیں جنہوں نے پہلی بار 'صحیح' احادیث اکٹھی کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا، بخاری صاحب کے امام اور انکی اکثر فتنہ آمیز احادیث کے راوی ہیں! انھیں حافظ ابن حجر کتاب 'تہذیب التہذیب' میں، حافظ بن یزید بن زری، طبقات المدلسین میں امام شافعی اور دار قطنی جھوٹا قرار دیتے ہیں، مولانا احمد شاہ بخاری کی کتاب 'تحقیق فدک' میں قمر الدین سیالوی اپنی کتاب 'مذہب شیعہ' میں شیعہ علماء کی کتب کے حوالے سے شیعہ ثابت کرتے ہیں. (ان تمام کتابوں کے حوالاجات اس موضوع کے اختتام پہ دیے گئے ہیں)

یہ روایت قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر اور اپنی اصل شکل میں بغیر کسی تبدیلی کے اگلی نسل تک منتقل ہونے پر ہی سوال اٹھا دیتی ہے۔ اسلام دشمن عناصر اسی روایت کا سہارہ لیکر قرآن کو لوگوں کے ہاتھ سے لکھی گئی کتاب کہہ کر آج کے عومِ نو جوان مسلمان کو جو کہ صرف نسلی مسلمان ہیں، دین سے بہکانے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

اللہ کی کتاب ,وہ واحد کتاب جو لا ریب فیہ ہے اس کے بالکل برعکس صورتحال بیان کرتی ہے:

وَمَا كُنتَ تَتْلُواْ مِن قَبْلِهِۦ مِن كِتَـٰبٍ وَلَا تَخُطُّهُۥ بِيَمِينِكَ ۖ إِذًا لَّٱرْتَابَ ٱلْمُبْطِلُونَ ﴿٤٨﴾ Al-'Ankabut

اس سے پہلے تو آپ کوئی کتاب پڑھتے نہ تھے اور نہ کسی کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے کہ یہ باطل پرست لوگ شک وشبہ میں پڑتے۔ 29:48

کہتے ہیں کہ یہ اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے (کسی سے) لکھوا لیے ہیں۔ سو وہی اب صبح وشام اس کتاب میں لکھنے کے لیے اس کو سنائے جاتے ہیں۔ ﴿۵﴾ الفرقان ۲۵

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر رہتی دنیا تک اپنا پیغام پہنچانے کی جو ذمہ داری سونپی تھی وہ آپ ﷺ کسی اور کے کندھوں پہ چھوڑ کے اس دنیا سے تشریف نہیں لے گئے تھے بلکہ اسے اپنے ہاتھوں سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر موقع پہ قرآن کا ذکر ,کتاب کے طور پہ کرتا ہے۔ اگر قرآن نازل ہونے کے وقت ساتھ ساتھ ہی کتاب کی شکل میں محفوظ نہ کیا جا رہا ہوتا تو جہاں قرآن مشرکین مکہ کے اپنے اوپر ہونے والے اور اعتراضات کا ذکر کرتا ہے وہاں اس بات کا بھی مذاق اڑانا حق بجانب ہوتا کہ پتھر، ہڈی اور شاخوں کے مجموعے کو کس زبان میں کتاب کہا جاتا ہے؟ تاریخ میں عمرؓ کے ایمان لانے کے وقت انکی بہن کے ہاتھ میں مصحف کا ذکر ہے، (نبی ﷺ کے زمانے میں کاغذ اتنا ہی نایاب ہوتا جتنا کہ شہاب زہری اور بخاری صاحب ہمیں اس روایت میں باور کرا رہے ہیں تو ابتداء اسلام ہی سے ایک عام مسلمان کی دسترس میں کیسے تھا؟ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے.) نبی ﷺ کی وفات پر اماں عائشہؓ کا قرآن جسے ابن یزید ابن ماجہ کی بکری کھا گئی تھی وہ بھی چمڑہ یا پتھر تو نہ تھا.

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ

(لوگو)، اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے، ایک ایسی کتاب کی صورت میں جس کا ہر جزو دوسرے سے ہم رنگ اور جس کی سورتیں جوڑے جوڑے ہیں۔ ﴿۲۳﴾ الزُّمَر

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾

اُنھوں نے کہا: ہماری قوم کے لوگو، ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے، اُن پیشین گوئیوں کی تصدیق میں جو (اُس کے متعلق) اُس سے پہلے موجود ہیں۔ یہ حق کی ہدایت دیتی اور ایک سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ الأحقاف

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچادی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کردیا ہے ، وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے ہیں۔ 7:52

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ المائدة

اے اہل کتاب، ہمارا پیغمبر تمھارے پاس آگیا ہے جو کتاب الٰہی کی وہ بہت سی باتیں تمھارے لیے کھول رہا ہے جنھیں تم چھپاتے رہے ہو اور بہت سی باتیں نظرانداز بھی کر رہا ہے۔ تمھارے پاس یہ اللہ کی طرف سے ایک روشنی آگئی ہے، یعنی ایک ایسی کتاب جو (دین و شریعت سے متعلق ہر چیز کو) واضح کر دینے والی ہے۔

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾

طور گواہی دیتا ہے اور جھلی کے کھلے اوراق میں لکھی ہوئی کتاب بھی۔ الطُّوْر

Footnote تفہیم القرآن - سید ابوالاعلی مودودی

قدیم زمانے میں جن کتابوں اور تحریروں کو زمانہ دراز تک محفوظ رکھنا ہوتا تھا انہیں کاغذ کے بجائے ہرن کی کھال پر لکھا جاتا تھا۔ یہ کھال خاص طور پر لکھنے ہی کے لیے رقیق جلد یا جھلی کی شکل میں تیار کی جاتی تھی اور اصطلاح میں اسے رَقّ کہا جاتا تھا۔ اہل کتاب بالعموم توراۃ، زبور، انجیل اور صحف انبیاء کو اسی رَقّ پر لکھا کرتے تھے تاکہ طویل مدت تک محفوظ رہ سکیں۔ یہاں کھلی کتاب سے مراد یہی مجموعہ کتب مقدسہ ہے جو اہل کتاب کے ہاں موجود تھا۔ اسے ''کھلی کتاب'' اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ نایاب نہ تھا، پڑھا جاتا تھا، اور بآسانی معلوم کیا جا سکتا تھا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

اگر خود نبی ﷺ کے زمانے میں تورات اور زبور ایک کتاب کی شکل میں با آسانی دستیاب تھے تو وہ قرآن جو اللہ کی آخری کتاب اور عالم انسانیت کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ تھی اس قابل کیوں نہ تھی؟؟

بلکہ ان میں سے تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ (پیغمبر کے بجائے خدا کی طرف سے براہ راست) کھلے ہوئے صحیفے اُسے پکڑا دیے جائیں۔ ﴿۵۲﴾ المُدَّثِّر ۷۴

یعنی الہامی کتابوں کا صحیفے پہ درج ہونا اس وقت کے لوگوں کے لئے بھی انوکھی بات نہ تھی.

٧١٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُوْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِهِ وَنَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ. [راجع: ٦٥]

(۷۱۶۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اہل روم کو خط لکھنا چاہا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رومی صرف مہر لگا ہوا خط ہی قبول کرتے ہیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے چاندی کی ایک مہر بنوائی۔ گویا میں اس کی چمک کو اس وقت بھی دیکھتا ہوں اور اس پر کلمہ ''محمد رسول اللہ'' نقش تھا۔

نام کتاب: البخاری، جلد: ۸ کتاب: الاحکام ترجمہ وتشریح: مولانا داؤد راز ناشر: دار العلوم بمبئی

جب اہل روم کو خط لکھنے کے لیئے کاغذ کا استعمال کیا جا سکتا ہے (مہر ہڈی، شاخ یا پتھر پہ تو لگائی نہی جاتی، کاغذ پر ہی لکھا گیا ہوگا) تو وہ اللہ جو رب العالمین ہو، اس کے کلام کو اتنی اہمیت بھی نہ ملے گی؟

قرآنِ کریم اور حدیث کی حفاظت اور منتقلی ایک ہی ذریعہ سے ہونے کا دعوٰی بھی درست نہیں کیونکہ ربِ کائنات نے رسول ﷺ کے جن الفاظ کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے وہ صرف قرآن مجید میں موجود ہیں.

إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿٩﴾ 15:9

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

إِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهُۥ وَقُرۡءَانَهُۥ ﴿١٧﴾ 75:17

اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰٓ ﴿٦﴾ 87:6

ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا۔

اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّهٗ يَسۡلُكُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمۡ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيۡهِمۡ وَ اَحۡصٰى كُلَّ شَىۡءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾ الجن

رہے وہ جن کو وہ رسول کی حیثیت سے منتخب کر لیتا ہے، وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتے، اُن کے آگے اور پیچھے تو وہ پہرا لگا دیتا ہے۔ تاکہ معلوم رہے کہ اُنھوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں، اور وہ اُن کے ماحول کو گھیرے میں اور اُن کی ہر چیز کو گنتی میں رکھتا ہے۔

اب اہلِ علم وعقل کیلئے قرآن میں تدبر کرنے کی آیات وہ ہیں جن میں اللہ سبحانہ تعالیٰ خود صرف قرآنِ کریم ہی کو قولِ رسول ﷺ قرار دیتے ہیں.

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ الحاقۃ

کہ بے شک، یہ ایک رسول کریم کا کلام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، تم لوگ کم ہی مانتے ہو۔ اور نہ کسی کاہن کا کلام ہے، تم لوگ کم ہی سمجھتے ہو۔
یہ رب العلمین کی طرف سے نازل ہوا ہے ۔ ہمارا یہ پیغمبر اگر اپنی طرف سے کوئی بات ہم پر بنا لاتا تو ہم اِس کو قوی ہاتھ سے پکڑ لیتے، پھر اِس کی رگ گردن کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی ہمیں اِس کام سے روک نہ سکتا۔

اگر نبی اکرم ﷺ کے نزدیک قرآن اللہ کے دین کی مکمل تشریح نہ ہوتا اور عالمِ انسانیت کے قیامت کے دن فیصلے کے لئے قرآن کے علاوہ بھی کوئی کتاب گواہ بنائی جاتی جس پہ انسان کے جنت اور جہنم میں داخلہ کا انحصار ہوتا تو رسولِ اکرم ﷺ کا صرف قرآن کو پسِ پشت ڈالنے کا شکوہ کوئی معنیٰ نہیں رکھتا.

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾
اور رسول کہے گا کہ پروردگار، میری قوم کے لوگوں نے اِس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ الفرقان

قرآن کے کسی حکم کی تشریح جو اللہ کے نزدیک لوگوں کے لئے ضروری ہے، وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے خود ہر موقع پہ قرآن میں فرما دی ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ الْأَنْعَام

تمھارے پروردگار کی طرف سے بصیرت کی آیتیں تمھارے پاس آچکی ہیں۔ چنانچہ اب جو بصیرت حاصل کرے گا، اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنا رہے گا، اُس کا وبال بھی وہی اٹھائے گا اور (جہاں تک میرا تعلق ہے تو) میں تم پر کوئی نگران نہیں ہوں۔

ہم اپنی آیتیں اِسی طرح مختلف اسلوبوں سے پیش کرتے ہیں، اِس لیے کہ اُن پر حجت قائم ہو اور اِس لیے کہ وہ بول اٹھیں کہ تم نے اچھی طرح پڑھ کر سنا دیا اور اس لیے کہ ہم اُن لوگوں کے لیے جو جاننا چاہیں، اِسے ہر لحاظ سے واضح کر دیں۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾ Al-Qiyamah

اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔

پھر اس کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔ 75:19

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾

اللہ تمھارے لیے وضاحت کرتا ہے تاکہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

النِّسَآء ٤

قرآن کے مطابق تو نبی اکرم ﷺ کے نزدیک جس حدیث کی اہمیت، اس کے جھٹلائے جانے کا غم اور تردد لاحق تھا وہ تو صرف اور صرف قرآن ہی تھا پھر ہم کہاں بھٹکے چلے جا رہے ہیں؟

فَلَعَلَّكَ بَٰخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا۟ بِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَسَفًا ﴿٦﴾

پس اگر یہ لوگ اس بات[1] پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے؟

18:6

Footnote بھذا الحدیث (اس بات) سے مراد قرآن کریم ہے۔

وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ الزُّمَر

تم اُس بہترین چیز کی پیروی کرو جو تم پر تمھارے پروردگار کی طرف سے اتاری گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آئے اور تمھیں اُس کی خبر بھی نہ ہو۔

البَقَرَة
Al-Baqarah

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

(ایمان والو)، اِن سے کہہ دو کہ ہم نے اللہ کو مانا ہے اور اُس چیز کو مانا ہے جو ہماری طرف نازل کی گئی اور جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اولاد کی طرف نازل کی گئی اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے سب نبیوں کو اُن کے پروردگار کی طرف سے دی گئی۔ ہم اِن میں سے کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے۔ (یہ سب اللہ کے پیغمبر ہیں) اور ہم اُسی کے فرماں بردار ہیں۔

رب کریم اپنی فرمانبرداری کے لئے جن کتابوں کو ماننا لازم ٹھہرا رہے ہیں اسمیں صرف آسمانی صحائف ہی کیوں؟ فہرست میں ان کی احادیث صحیحہ شامل کیوں نہیں؟

جن پہ تکیہ تھا!

وہ لوگ جن کے لئے قرآن کے الفاظ اور اللہ کی گواہی کافی نہیں اور وہ 'علم الرجال' اور 'اسناد' کو اس پر ترجیح دیتے ہیں، انکی خدمت میں انہی کتب اور انہی کے علماء کی گواہیاں حاظر خدمت ہیں.

اپنی کتابوں میں ان روایتوں کا درج کرنا جائز رکھا' علامہ ابن تیمیہ کتاب التوسل (مطبوعہ مطبع المنار' صفحہ ۹۹) میں لکھتے ہیں۔

﴿ قد رواه من صنف فی عمل یوم و لیلة کابن السنی و ابی نعیم و فی مثل هذه الکتب احادیث کثیرة موضوعة لایجوز الاعتماد علیها فی الشریعة باتفاق العلماء ﴾

اس حدیث کو ان لوگوں نے روایت کیا ہے جنہوں نے رات دن کے اعمال میں کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً ابن السنی اور ابونعیم' اور اس قسم کی کتابوں میں کثرت سے جھوٹی حدیثیں موجود ہیں' جن پر اعتماد کرنا ناجائز ہے' اور اس پر تمام علما کا اتفاق ہے۔

علامہ موصوف ایک اور موقع پر ابوالشیخ اصفہانی کی کتاب کا تذکرہ کر کے لکھتے ہیں (صفحہ ۱۰۵'۱۰۶)

﴿ و فیها احادیث کثیرة قویة صحیحة و حسنة و احادیث کثیرة ضعیفة موضوعة و اهیة و کذلك مایرویه خیثمة بن سلیمان فی فضائل الصحابة و ما یرویه ابو نعیم الاصبهانی فی فضائل الخلفاء فی کتاب مفرد و فی اول حلیة الاولیاء و ما یرویه ابو بکر الخطیب و ابو الفضل بن ناصر و ابو موسی المدینی و ابو القاسم بن عساکر و الحافظ عبدالغنی

اور اس میں بہت سی حدیثیں ہیں جو قوی ہیں اور حسن ہیں اور بہت سی ضعیف اور موضوع اور مہمل ہیں اور اسی طرح وہ حدیثیں جو خیثمہ بن سلیمان صحابہ ؓ کے فضائل میں روایت کرتے ہیں اور وہ حدیثیں جو ابونعیم اصفہانی نے ایک مستقل کتاب میں خلفاء کے فضائل میں روایت کی ہیں اور حلیۃ الاولیا کے اول میں اور اسی طرح وہ روایتیں جو ابوبکر خطیب اور ابوالفضل اور ابوموسیٰ مدینی اور ابن عساکر اور حافظ عبدالغنی وغیرہ اور ان کے پایہ کے لوگ روایت کرتے ہیں۔

غور کرو ابونعیم' خطیب بغدادی' ابن عساکر' حافظ عبدالغنی وغیرہ حدیث اور روایت کے امام تھے' باوجود اس کے یہ خلفاء اور صحابہ ؓ کے فضائل میں ضعیف حدیثیں بے تکلف روایت کرتے تھے

مغازی کا بڑا حصہ امام زہری سے منقول ہے' لیکن ان کی اکثر روایتیں جو سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہیں' منقطع ہیں یعنی اوپر کے راویوں کے نام مذکور نہیں۔

عبدالرحمن بن عبدالعزیز الاوسی	١٦٢ھ	زہری کے شاگرد تھے' مسلم نے ان سے روایت کی ہے' محدثین کے نزدیک ضعیف الروایت ہیں' فن سیرت کے عالم تھے۔ابن سعد نے ان کے متعلق لکھا ہے"کان عالماً بالسیرۃ"
ابومعشر نجیح المدنی	١٧٠ھ	ہشام بن عروہ کے شاگرد تھے۔ثوری اور واقدی نے ان سے روایت کی ہے' محدثین نے روایت حدیث میں ان کی تضعیف کی ہے لیکن سیرت ومغازی میں ان کی جلالت شان کا اعتراف کیا ہے۔
علی بن مجاہد الرازی الکندی	بعد ١٨٠ھ	ابومعشر نجیح کے تلامذہ میں تھے امام ابن حنبل نے ان سے روایت کی ہے' مغازی کے جامع اور مصنف ہیں' لیکن ارباب نقد کے نزدیک ان کی تصنیف اعتبار کے قابل نہیں۔
سلمہ بن الفضل الابرش الانصاری	١٩١ھ	ابن اسحاق کے شاگرد اور ان کی سیرت کے راوی ہیں' رے کے قاضی تھے' اہل نقد کے نزدیک قابل احتجاج نہیں'
محمد بن عمر الواقدی الاسلمی	٢٠٧ھ	سیرت نبوی کے متعلق ان کی دو کتابیں ہیں' کتاب السیرہ اور کتاب التاریخ والمغازی والمبعث' امام شافعی فرماتے ہیں کہ واقدی کی تمام تصانیف جھوٹ کا انبار ہے' کتب سیرت کی اکثر بیہودہ روایتوں کا سرچشمہ انہیں کی تصانیف ہیں' ایک ظریف محدث نے خوب کہا ہے کہ اگر واقدی سچا ہے تو دنیا میں کوئی اس کا ثانی نہیں اور اگر جھوٹا ہے تب بھی دنیا میں اس کا جواب نہیں۔
عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری	٢١١ھ	ثقات محدثین میں ان کا شمار ہے' مزاج میں کسی قدر تشیع تھا' ابن معین کہتے ہیں کہ اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہو جائیں تب بھی ہم ان سے روایت حدیث ترک نہیں کر سکتے۔ آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی' اس لئے اس زمانہ کی حدیثیں ناقابل سند ہیں'

شرف المصطفیٰ:

حافظ ابوسعید عبدالملک نیشاپوری کی تصنیف ہے' آٹھ جلدوں میں ہے' حافظ ابن حجر اصابہ میں اکثر اس کا حوالہ دیتے ہیں' لیکن جو روایتیں حافظ موصوف نے نقل کی ہیں' ان میں بعض نہایت مہمل اور لغو روایتیں ہیں' جس سے قیاس ہوتا ہے کہ مصنف نے رطب ویابس کی کوئی تمیز نہیں رکھی ہے۔

سیرتِ منظوم:

حافظ زین الدین عراقی نے جو حافظ ابن حجر کے استاد تھے' نظم میں لکھی ہے لیکن دیباچہ میں خود لکھ دیا ہے کہ اس میں رطب ویابس سب کچھ ہے۔

مواہب لدنیہ:

مشہور کتاب ہے اور متاخرین کا یہی ماخذ ہے' اس کے مصنف قسطلانی ہیں جو بخاری کے مشہور شارح ہیں' حافظ ابن حجر کے ہم رتبہ تھے' یہ کتاب اگرچہ نہایت مفصل ہے لیکن ہزاروں موضوع اور غلط روایتیں بھی موجود ہیں۔

مولانا شبلی نعمانی اور مولانا سلیمان علی ندوی کی کتاب 'سیرۃ النبوی ﷺ' میں سے تفاسیر اور مغازی کے راویوں کے بارے میں کچھ اقتباسات

زہری اور تدلیس

حافظ ابن حجر رح عسقلانی اپنی کتاب طبقات المدلسین ص ۱۵ مطبوعہ مصر میں زہری کا بھی ذکر فرماتے ہیں:۔

وصفہ الشافعی والدارقطنی وغیر واحد بالتدلیس۔ یعنے: امام شافعیؒ دارقطنی اور متعدد لوگوں نے زہری کو تدلیس کی صفت سے متصف کیا ہے۔

حافظ بن یزید بن زریع جو بہت بڑے محدث اور جن پر کسی شخص کی خفیف سے خفیف جرح بھی نہیں ہے۔ نہایت ثقہ اور مسلم الثبوت شیخ المحدثین تھے۔ ان کے ترجمہ میں حافظ ابن حجر رح تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۳۲۷ میں لکھتے ہیں۔ وحکی ابن ابی خیثمۃ ان یزید بن زریع سئل عن التدلیس فقال التدلیس الکذب یعنے ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا کہ یزید بن زریع سے پوچھا گیا۔ تدلیس کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ تدلیس کذب ہے

مولانا احمد شاہ بخاری :۔ مولانا احمد شاہ بخاری اپنی کتاب "تحقیق فدک" میں لکھتے ہیں: (۲)

ابن شہاب زہری شیعہ میں سے ہے اس لئے اس کی یہ زیادتی ہم پر حجت نہیں ہوسکتی۔ کتب شیعہ میں سے ابن شہاب زہری کا تشیع ثابت کیا جاتا ہے۔ سنئیے شیخ عباس قمی اپنی کتاب تتمۃ المنتہیٰ کے ص۱۳۱ پر لکھتے ہیں واختلف کلمات علمائنا

(۲) مولانا احمد شاہ بخاری کی یہ کتاب سن ۱۹۵۵ء میں مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ اسکے صفحہ ۲۴۹ پر کتاب کی تائید میں مندرجہ ذیل حضرات کی تقریظیں موجود ہیں۔ مفتی محمد شیفع صاحب مہتم سراج العلوم سرگودھا۔ اشاعت التوحید والسنۃ کے مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتی۔ قاضی شمس الدین صاحب گوجرانوالہ، انجمن خدام الدین کے امیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری۔ جامعہ اشرفیہ کے مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ اور مولانا شمس الحق افغانی۔

نیز ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی کتاب کافی میں ابن شہاب زہری سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ راقم الحروف کے ناقص مطالعہ کا جہاں تک تعلق ہے۔ نو مواضع کے حوالے دیئے جاسکتے ہیں۔ اصول کافی ص۱۸۱ باب ذم الدنیا والزہد فیہا و ص۱۹۵ باب الاستغناء عن الناس و ص۲۲۳ باب العصبیۃ و ص۲۱۵ باب حب الدنیا و ص۲۲۶ باب الطمع و ص۲۲۹ باب الکذب و ص۲۳۰ باب ذی اللسانین و ص۲۸۵ باب فضل القرآن اور فروع کافی جلد دوم ص۳۳ کتاب النکاح باب التوادر اور فروع کافی جلد سوم ص۱۴۳ باب فی القاتل یرید التوبۃ۔

زہری اور ادراج

زہری کی عادت ادراج کی بھی تھی۔ ادراج کہتے ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے الفاظ کے ساتھ اپنے الفاظ ملا دینے کو۔ یعنے حدیث میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ درج کر دینا۔ کتاب المعتصر من المختصر صـ ۱۲۵ میں ۔ زہری کے متعلق لکھتے ہیں۔ کان یخلطُ کلامَہٗ بالحدیث ولذٰلکَ قال موسٰی بن عقبۃ افصل کلامَ رسول اللہ من کلامِکَ یعنے زہری حدیث میں اپنی بات ملا دیا کرتے تھے، اسی لئے موسٰی بن عقبہ نے ایک بار زہری کو ڈانٹا تھا کہ تم رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے کلام کو اپنے کلام سے الگ رکھا کرو۔"

خود ابن حجر نے ترجمہ زہری میں لکھا ہے کہ:۔

ولکن لاَ یثبت لہٗ السماع من عروۃ وان کان قد سمع من ھو اکبر منہ غیر ان اَھلُ الحدیث اِتّفقوا علیٰ ذالك وانفاقھم عَلَی الشئ یکونُ حُجّۃ ٗ یعنی: زہری کا عروہ سے حدیث سننا ثابت نہیں ہے۔ بلا ثبوت مان لینے کی اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ محدثین نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور ان لوگوں کا اتفاق کسی بات پر حجت یعنی سند ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۹ صـ۴۴۵)

مولانا قمر الدین سیالوی:۔ خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب اپنی کتاب " مذہب شیعہ " میں لکھتے ہیں: (۱)

(۱) خواجہ صاحب پنجاب کی ایک اہم خانقاہ کے سجادہ نشین، مولانا معین الدین اجمیری کے شاگرد

فدک والی روایت میں ایک شخص محمد بن مسلم ہے جس کو ابن شہاب زہری بھی کہتے ہیں صرف یہی راوی یہ روایت کرتا ہے۔ اس کیساتھ دوسرا کوئی شاہد نہیں اور یہ ابن شہاب زہری اہل تشیع کے اصول کافی میں بیسیوں جگہ پر روایتیں کرتا نظر آتا ہے۔ اور اہل تشیع کی فروع کافی نے تو اسکی روایتوں کے بل بوتے پر کتاب کی شکل اختیار کی ہے

بعض شیوخ زُہری

حافظ ابن حجر رح نے تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴۵ میں بضمن ترجمۂ زہری ان کے ستّر شیوخ
ے نام نقل کئے ہیں۔ یہ ان کے منتخب شیوُخ ہیں۔ مگر ان میں بھی کتنے ایسے ہیں جو
لنا ھ سے پہلے ہی راہیٔ جنت ہو چکے تھے ۔ اس لئے ان سے زہری کی روایتیں
یادہ تر مرسل ہی ہوں گی ۔ اور بعض ان میں کے کسی قدر مجروح بھی ہیں

آخر الذکر یعنے عروہ بن الزبیر رض سے زہری کی روایتیں بہت ہیں اور تقریباً سب
بلا واسطہ اور ان ہی کی اکثر حدیثیں صحاح میں ہیں۔ بخاری و مسلم میں سو سے زیادہ ہی
ایسی روایتیں ہوں گی۔ اس لئے بخاری و مسلم کے شیدائیوں کو بڑی دشواری پیش
آئی۔ کیونکہ امام بخاری رح کی شرائط میں یہ بھی مشہور ہے کہ راوی اور مروی عنہ میں لقا
ثابت ہو، ابن حجر رح کو اس کا اعتراف ہے کہ زہری اور عُروہ میں لقاء ثابت
نہیں ہے
حافظ ابن حجر رح ہی لکھتے ہیں اور یقین کے ساتھ لکھتے ہیں کہ زہری کا سماع احادیث
عروہ سے ثابت نہیں ہے ۔

صحاح ستۂ کے راوی، اسماء الرجال میں بے نقاب

اتنا تو علامہ ابن حجر عسقلانی رح نے تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۱۵ میں لکھا ہے
اور خلاصۃ التہذیب ص ۲۶۲ میں ابن عبد العزیز الخزرجی نے ان کے متعلق لکھا ہے
کہ خ م د س ق یعنے ان سے بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایتیں
لی ہیں اور لکھا ہے کہ یحییٰ ابن معین نے ان کو ثقہ و امین اور ابو حاتم نے انہیں صدوق
کہا ہے مگر امام احمد بن حنبل رح نے ان کی کچھ روایتوں کو منکر قرار دیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں
وکان یصَحِّف فی القرآن یعنی: یہ قرآن پاک میں تصحیف کیا کرتے تھے ۔

عثمان بن ابی شیبہ۔ ان کو عثمان بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن خوستی (یا خواستی واؤ معدولہ سے) العبسی ابوالحسن بن ابی شیبہ الکوفی کہتے ہیں۔ ان کی مسند (ذخیرۂ روایات) اور تفسیر مشہور ہے۔ ترمذی و نسائی کے سوا جماعت ائمۂ حدیث ان سے روایت کرتی ہے۔ بخاری میں ان سے ۵۲ روایتیں اور مسلم میں ۱۳۵ ہیں۔

مگر امام دارقطنی اپنی کتاب التصحیف میں ابوالقاسم بن کاس سے اور وہ ابراہیم الخصاف سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تفسیر ہم لوگوں کے سامنے پڑھی، تو (سورۂ یوسف) پڑھا۔ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السَّفِينَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ[1] تو لوگوں نے کہا کہ قرآن میں جَعَلَ السِّقَايَةَ ہے تو عثمان بن ابی شیبہ نے کہا کہ میں اور میرا بھائی (یعنے ابوبکر بن ابی شیبہ) عاصم کی قراءت نہیں پڑھتے۔[2]

[1] آیت کے اصل معنی یہ ہیں۔ جب ان کا سامان تیار کرا دیا تو اپنے بھائی کے سامان میں گلاس رکھوا دیا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے سقایہ (گلاس) کے بجائے سفینہ (جہاز) پڑھا۔ معنی یہ ہوئے کہ اپنے بھائی کے سامان میں

[2] اس سے شبہ ہوتا ہے کہ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ صرف عاصم کی قراءت میں ہے اور باقی قاریوں کی قراءت جعل السفینۃ ہے۔ حالانکہ جعل السفینۃ کسی کی بھی قراءت نہیں۔

امام ذہبی رح میزان الاعتدال ص۱۸۱ جلد ۲ میں اُن کے متعلق لکھتے ہیں:-

لَمْ يحك مِنْ أَحَدٍ من المحدثين من التصحيف في القرآن الكريم اكثر مما حُكِيَ عن عثمان بن ابى شيبة وقرأ: فضُرِبَ بَيْنهم بسنور لَهُ ناب ، وَاذا قِيلَ فقال قراءة حمزة عندنا بدعة

یعنی: قرآن پاک میں تصحیفات کی حکایتیں جتنی عثمان بن ابی شیبہ سے بیان کی گئی ہیں۔ ان سے زیادہ کسی محدث سے بھی نہیں بیان کی گئیں۔ گویا بعض دوسرے بھی ہیں گو ان سے کم

Categories ▾ About Ask Question Contact

Bismillah hir-Rahman nir-Rahim !

(Fatwa: 96/77/N=1434) The sunnah method of salah as per Hanafi Fiqh has been mentioned in the light of the holy Quran and the Hadith of the holy Prophet Muhammad (صلی اللہ علیہ وسلم). Neither Imam Abu Hanifa nor any other Hanafi Alim has made any addition or deletion that you want to leave thinking as non-Sunnah. (For details see: al-Ala al-Sunan and Athar al-Sunan etc) All the hadith of Bukhari are not most authentic from all other books of hadith, rather some hadith of other books are more authentic than some hadith of Bukhari. Hence there is difference between Muhaddithin regarding most reliable chain as it is mentioned in the books of Usul Hadith. Also Imam Bukhari has collected hadith in Bukhari as per his Fiqh and Maslak and he has not collected all the Sahih hadith, rather he has left many Sahih hadith as well. Allama Hazmi (رحمة الله) has mentioned in Shurut al-Ayimmah al-Khamsa (رحمة الله) with his sanad with Imam Bukhari that he remembered one lakh Sahih and one lakh non-Sahih hadith, while the number of ahadith marfua along with repetitions in Bukhari is only 9082. Also he has mentioned: "I have only selected Sahih hadith and the Sahih hadith which I have left are more in number." Hence it is purely injustice to reject the Sahih hadith of other hadith books in contrary to Bukhari Sharif.

Allah (Subhana Wa Ta'ala) knows Best

Darul Ifta,

Darul Uloom Deoband, India

darulifta-deoband.com/home/en/salah-prayer/43125

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چھ لاکھ احادیث سے اس کتاب کا انتخاب کیا ہے۔اس میں مکررات و معلقات کی مجموعی تعداد نو ہزار اناسی (۹۰۷۹) ہے۔ان میں ایک ہزار تین صد اکیاسی (۱۳۸۱) معلقات، تین صد اکیاسی (۳۸۱) متابعات اور باقی سات ہزار تین صد ستانوے (۷۳۹۷) احادیث موصول ہیں۔ (مقدمہ فتح الباری، ص:۹) البخاری

بخاری صاحب نے ایک لاکھ 'صحیح' احادیث جمع کرنے کے بعد ان میں سے صرف ۹۰۸۲ ہی اپنی کتاب میں قلم بند کیوں کیں؟ سب سے بڑے منکرِ حدیث تو پھر وہ خود ہی ثابت ہوتے ہیں!

اگر عربوں کے حافظوں پہ ناز کر کے سینہ بہ سینہ روایتوں کی منتقلی پہ اعتماد کا اظہار کیا جاتا ہے تو 'صحاح' ستہ میں کوئی ایک تصنیف بھی کسی عرب امام کی کیوں نہیں ہے! جیسے کہ امام مالک؟

اگر احادیث، اللہ کے دین کو مکمل کرتی ہیں اور انکا نہ ماننے والا کافر ٹھہرایا جا سکتا ہے تو تمام خلفاء راشدین نے اسکی حفاظت کا بندوبست کیوں نہیں کیا؟ اگر احادیث قرآن کی ایسی تشریح ہیں جن کے بغیر انسانیت جہنم واصل ہو سکتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب وحی اور حدیث میں اختلاط کا اندیشہ ختم ہو چکا تھا، انکو صحابہ نے خود قلم بند کیوں نہ کرادیا اور وہ ہم تک 'حدثنا' کے بجائے 'کتبنا' کے ذریعے ایک زیر زبر کی کمی بیشی کے بغیر کیوں نہی پہنچیں؟

صحیفہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور صحیفہ ابوہریرہ رضؓ و صحیفہ سعد بن عبادہؓ
و صحیفہ سمرہ بن جندب رضؓ، و صحیفہ عبداللہ بن اوفیٰ اور کتب حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ جو ایک اونٹ کے برابر تھیں۔ ان کا ذکر مختلف کتابوں میں ضرور ہے
مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ صحیفے دنیا سے
آخر اس طرح کیوں ناپید ہو گئے کہ ان کا ایک ورق بھی کہیں موجود نہیں۔ آج ہی نہیں۔ بلکہ امام بخاری
و امام مسلم رحمہم اللہ بلکہ ان سے پہلے امام مالک رحمہ اللہ کو بھی ان کا ایک ورق تک نہیں
ملا۔ حد یہ ہے کہ سب سے پہلے جامع احادیث ابن شہاب زہری کو بھی ان صحائف و
کتب کے کسی ایک ورق کے بھی دیکھنے کا شرف حاصل نہ ہوا۔ آج عہد صحابہ کا لکھا
ہوا قرآن مجید چودھویں صدی ہجری میں موجود ہے۔ مگر دوسری صدی کے اوائل ہی
میں حدیثوں کے ان تمام ذخائر کا ایک ایک ورق ایسا ضائع ہو گیا کہ جامعین احادیث
میں سے کسی ایک کو بھی ان میں سے ایک پرزے کی بھی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔
آخر یہ کیوں؟
بات یہ ہے کہ کتابت احادیث کو مستند و مسنون قرار دینے کے لئے یہ سب روایتیں
بنائی گئیں کہ فلاں کے پاس فلاں کا صحیفہ تھا اور فلاں کے پاس فلاں کا۔ اگر تھا تو فلاں
کے بعد ناپید کیوں ہو گیا۔

یہ ہے اماموں، استادوں اور شاگردوں کی وہ 'یونیورسٹی خراسان' جسکا ایک ایک فرد تاریخ کے اوراق میں آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتا ہے. عالمِ اسلام میں صحیح معنوں میں حق و باطل کے ملے جلے ایک دینِ متوازی کی پیدائش انہی حضرات کی انتھک کاوشوں کا نتیجہ ہے.

جو دین محمد ﷺ لے کر آئے تھے، اس کے آثار مٹنے میں صرف ڈھائی سو سال کا عرصہ لگا. ان حضرات نے قرآن کے مقابلہ میں ایسے 'روایتی' دین کی بنیاد ڈالی جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں مکمل غلبہ اور سرفرازی حاصل کر کے قرآن کا، جس کو خود اللہ تعالیٰ حبل اللہ کہتے ہیں، راستہ روک دیا. احادیث ہی اسلام میں مختلف مسالک کی اساس بنیں جنھوں نے مسلم یکجہتی کو پارہ پارہ کر ڈالا. ان مسالک کو بنیاد بنا کر اپنے وجود کا دفاع کرنے والے ہر مکتب فکر کے علماء، اللہ کی یہ آیات کتنی صفائی سے پس پشت ڈال دیتے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کو یعنی مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ جو لوگ قرآن میں محفوظ صراطِ مستقیم پر انسانوں کی بنائی ہوئی راہوں کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے اپنے فرقہ کو رسول سے نسبت دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے جا رہے ہیں ان سے تو نبی ﷺ کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے کجا کہ ان تہتر فرقوں میں سے کوئی جنت کا مستحق ہو!

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾

(خدا کی بتائی ہوئی اِس سیدھی راہ کو چھوڑ کر، اے پیغمبر)، جن لوگوں نے اپنے دین میں راہیں نکالیں اور فرقوں میں بٹ گئے ہیں، اُن سے تمھارا کچھ واسطہ نہیں۔ اُن کا معاملہ بس اللہ کے حوالے ہے۔ سو وہی اُنھیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔ الأنعام

حبل االلہ سے غفلت ہی کی بنا پہ بلآ خر اسلام کا دمکتا ہوا چہرہ پس منظر میں چلا گیا. امت مسلمہ کی باگ دوڑ عمر بن عبد العزیز جیسے کٹھ پتلی حکمرانوں کے ہاتھ میں آ گی جنہوں نے اسلامی فوج کو یکسر ختم کر کے اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے کیئے جانے والے جہاد کا راستہ بند کر خانقاہیں آباد کر دیں. قرآن کی جگہ مکتوبات وملفوظات اور فضائل اعمال نے اور اللہ کی بنائ کائنات کو تسخیر کرنے والے مسلمان سائنسدانوں کی جگہ مدرسوں میں علم احادیث میں تاویلیں کرنے والوں نے لے لی. پھر کہیں جا کر اسلام کی شوکت پارہ پارہ ہوئ.

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾ الحج

اور (مزید یہ کہ اپنے منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے) اللہ کی راہ میں جدوجہد کرو، جیسا کہ جدوجہد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمھیں چن لیا ہے اور شریعت میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ تمھارے باپ ابراہیم کی ملت تمھارے لیے پسند فرمائی ہے۔ اُسی نے تمھارا نام مسلم رکھا تھا، اِس سے پہلے اور اِس قرآن میں بھی (تمھارا نام مسلم ہے)۔ اِس لیے چن لیا ہے کہ رسول تم پر (اِس دین کی) گواہی دے اور دنیا کے سب لوگوں پر تم (اِس کی) گواہی دینے والے بنو۔ سو نماز کا اہتمام رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط پکڑو۔
وہی تمھارا مولیٰ ہے۔ سو کیا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مدد گار!